موبائل کی خبروں سے استفاضۂ شرعی کا حکم

مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی شاہ عبید الرحمٰن رشیدی دام ظلہ العالی
سجادہ نشیں خانقاہ رشیدیہ جون پور شریف، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثبوتِ ہلال کے طریقوں میں سے ایک طریقہ استفاضۂ شرعی بھی ہے جو از قبیل شہادت نہیں بلکہ از قبیل خبر ہے جب کہ یہ مشہور اور با تحقیق ہو۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ واشتہار کافی نہ جانا بلکہ اس کے ساتھ تحقیق ہو جانے کی قید زیادہ فرمائی"۔ (فتاویٰ رضویہ ۴/ ۵۶۱)

معلوم ہوا کہ خبرِ مشہور اگر با تحقیق ہو تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور ثبوتِ ہلال میں معتبر ہے اب رہی یہ بات کہ علامہ رحمتی نے استفاضۂ شرعی کا جو معنی بتایا ہے کہ بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتیں آکر یہ بیان دیں تو یہ ان کے دور کے اعتبار سے ہے کہ ان کے دور میں تحقیق کی بس یہی صورت تھی، یہ موجودہ ذرائع ابلاغ ان کے دور میں نہیں تھے مگر اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ تحقیق اسی معنیٰ میں منحصر ہو۔ اگر یہ بات ہوتی تو اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں یہ نہیں فرماتے کہ:

"تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں۔" (فتاویٰ رضویہ ۴/ ۵۲۱)

بلکہ صاف فرمادیتے کہ تار کی خبر میں بلدۂ ثبوت سے متعدد جماعتوں کا آکر بیان دینا نہیں پایا جاتا جو استفاضۂ شرعی کے لیے ضروری ہے۔ لہٰذا یہ معتبر نہیں۔ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ "تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے" اسی طرح یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ "زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں" ورنہ صاف فرمادیتے کہ زنہار عمل نہ کریں۔ یہ "بے تحقیق" کی قید کیوں لگائی؟

''تحقیق'' کے لئے جماعت متعددہ کی بات کیوں کی؟ کیا جماعت واحدہ کا بیان تحقیق کے لئے کافی نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت واحدہ کے بیان میں توافق علی الکذب کا احتمال ہے اور جماعت متعددہ میں یہ احتمال نہیں رہتا۔ اسی لئے ''بحرالرائق'' کی نقل کردہ عبارت میں ''مجئی الخبر وتواترہ من کل جانب '' کہا گیا ہے، نہ کہ مجئی المخبرین ، اسی طرح ایک جگہ اعلیٰ حضرت نے فتاوٰی رضویہ ۴/۵۵۴ میں ''عقود الدریہ'' کے حوالے سے استفاضۂ شرعی کی وضاحت یوں کی ہے:

''البینة اذا قامت علیٰ خلاف المشھور المتواتر لا تقبل وھو ان یشتھر ویسمع من قوم کثیر لا یتصور اجتماعھم علی الکذب''۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ''استفاضۂ شرعی اس خبر مشہور ومتواتر کا نام ہے جو اتنے لوگوں سے مسموع ہو جن کا توافق علی الکذب متصور نہ ہو'' ظاہر ہے جب موبائل کی خبریں متعدد جگہوں سے اور اتنے لوگوں سے موصول ہوں جن کا توافق علی الکذب متصور نہ ہو تو بالیقین یہ استفاضۂ شرعی ہے جو کہ حجت شرعیہ ہے۔

سوال: اعلیٰ حضرت نے فتاوٰی رضویہ میں یہ فرمایا ہے کہ امور شرعیہ دینیہ میں آڑ سے مسموع ہونے والی آواز کا کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا تار، ٹیلی فون، موبائل کے ذریعہ موصولہ خبریں کیوں کر معتبر ہوں گی، جب کی یہ خبریں بھی آڑ سے مسموع ہوتی ہیں؟۔

جواب: آڑ سے مسموع ہونے والی آواز کا غیر معتبر ہونا مطلقاً نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ہے کہ اعلیٰ حضرت نے طرق اثبات ہلال میں سے ایک طریقہ منادی سلطان کی خبر کو بھی قرار دیا ہے، جو عموماً آڑ سے ہی مسموع ہوتی ہے، اسی طرح توپوں کی آواز سننے کو بھی دلائل ثبوت ہلال میں شمار فرمایا ہے، چناں چہ فرماتے ہیں:

''علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔'' (فتاوٰی رضویہ ۴/۵۵۴)

حوالیٔ شہر کے دیہات والے جو توپوں کی آواز سنیں گے تو آڑ ہی سے سنیں گے تو معلوم ہوا کہ آڑ سے سنائی دینے والی آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں، بلکہ اس کا تعلق دربارۂ شہادت ہے اس لئے اعلیٰ حضرت نے جہاں یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے وہیں ''فتاوٰی عالمگیری'' کے حوالے

تو یہ مطلقاً غیر معتبر ہے اس لئے کہ نہ تو یہ شہادت ہے نہ استفاضہ اور اگر حد شہرت کو پہونچتی ہو مگر بے تحقیق ہو تو یہ بھی غیر معتبر ہے اور افواہ ہے اور اگر حد شہرت کو پہونچتی ہو اور بے تحقیق نہ ہو بلکہ با تحقیق ہو تو یہ استفاضۂ شرعی ہے اور معتبر ہے۔ موبائل کا حال ٹیلی فون سے کافی مختلف ہے اس میں وسائط نہیں ہوتے مخبر کی خبر براہ راست موصول ہو جاتی ہے یہ خبر" لایعلم من اشاعھا" کی منزل میں نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر مختلف جگہوں سے رویت ہلال کی خبریں موصول ہوں اور با تحقیق ہوں تو یہ استفاضۂ شرعی ہو جائیں گے۔

اب آیئے ہم یہاں اعلیٰ حضرت کے ایک اور فتویٰ سے مزید اس بات کی وضاحت کر دیں کہ استفاضۂ شرعی کے لئے علامہ رحمتی کا بیان کردہ معنیٰ شرط لازمی کی حیثیت نہیں رکھتا۔ فتاوٰی رضویہ میں ہے:

"دس بیس جگہوں سے آنا کافر یا فاسق یا مجہول کی خبر کو معتبر شرعی نہ کر دے گا نہ یہاں حد تواتر تک پہونچنا معقول کہ دس نہیں ہزار جگہ سے تار آئیں ہم کو تو ایک ہی تار گھر سے ملیں گے اور کہیں دو چار بھی ہوئے تو یہ تواتر نہیں"۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/ ۵۲۸)

تو اگر جائے ثبوت کی متعدد جماعتوں کا آکر بیان دینا استفاضۂ شرعی کے لیے ضروری ہوتا تو یہ کیوں فرماتے۔ لہٰذا اس سے بھی معلوم ہوا کہ مخبرین کی جماعت متعددہ کا آکر بیان دینا استفاضۂ شرعی کے لئے کوئی بنیادی امر نہیں ہے بلکہ بنیادی امر یہ ہے کہ مخبرین کی جماعت متعددہ کی خبریں ہوں خواہ براہ راست آکر بیان دیں یا آکر بیان نہ دیں چناں چہ ایک جگہ اعلیٰ حضرت "بحر الرائق" کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

"وفی البحر عن الفتح والحق ان العبرة لمجئی الخبر وتواترهم من کل جانب". (فتاوٰی رضویہ ۴/ ۵۳۷)

اس میں ہر جانب سے خبروں کے آنے کی بات کہی گئی ہے نہ کہ مخبرین کی جماعات متعددہ کے آکر بیان دینے کے بعد لہٰذا تواتر اخبار اگر محقق ہو جائیں اور بے سر و پا نہ ہوں تو شرعاً معتبر ہو جائیں گی۔ وھذا مانحن فیہ۔

لہٰذا یکلخت موبائل کے ذریعہ موصولہ خبروں کو مسترد اور بے اعتبار قرار دینا قطعی مناسب نہیں یہاں ہم اس سوال کا بھی جواب دے دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ علامہ رحمتی نے

اب آیئے یہ معلوم کریں کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک بے تحقیق خبر کے کیا معنی ہیں

تو فرماتے ہیں:

''بے تحقیق خبریں جن کی سند معلوم نہیں اگر چہ تمام اہل شہر کی زبان پر ہو کان رکھنے کے قابل نہیں ہوتیں نہ کہ ان سے کسی حکم شرعی کا اثبات، انصاف کیجئے تار کی یہی حالت ہے۔ شہر والے ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ یہ اشاعت کن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوئی، تار کے فارم کس نے لکھے، تار بابو کو فارم دینے کون گیا تھا تو وہی رہا: لا یعلم من اشاعها اور استفاضۂ لغوی کے ساتھ وہ تحقق متحقق نہ ہوا۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/۵۴۴)

لٰہذا مندرجہ بالا فتوٰی میں اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا کہ ''تار کی خبر مجہولین، فساق، بلکہ بعض کفار کی وساطت سے آتی ہے ایسی خبر میں شرع نے فرض کیا تھا کہ زنہار بے تحقیق عمل نہ کریں''۔ اس امر کو واضح کر رہا ہے کہ تار کی خبر میں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ خبر دہندگان مجہول نہ ہوں، معلوم ہوں، خبر دہندگان فاسق یا کافر نہ ہوں، غیر فاسق اور غیر کافر ہوں۔ پھر جہاں تک فاسق کی خبر کے غیر معتبر ہونے کی بات ہے تو یہ بھی مطلقاً نہیں بلکہ جب قاضی یا مفتی کو اس کی خبر پر تحری صدق نہ ہو اور اگر اس کی خبر پر تحری صدق ہو تو معتبر ہے، جیسا کہ فتاوٰی رضویہ میں ہے:

''صحیح یہ ہے کہ مسلمان اگر چہ فاسق ہو اہل شہادت ہے مگر اس کی شہادت قبول کرنی ناجائز ہے سوا اس حالت کے کہ اس کے بارے میں حاکم کو تحری صدق ہو کہ یہ بھی تباین میں داخل ہے کما قال تعالیٰ: ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ﴾ جب مفتی اہل فتوٰی کو ان کے بارے میں تحری صدق ہو تو اس کا حکم حجت شرعیہ ہے رمضان وفطر واجب ہو جائیں گے اور اس کے حکم کے بعد عوام میں کسی کو خلاف گنجائش نہ ہوگی''۔ (فتاوٰی رضویہ ۴/۵۶۷)

اعلیٰ حضرت کے دور میں ٹیلی فون کا جو حال تھا قریب قریب تار جیسا تھا یعنی جس طرح تار کی خبر میں وسائط کثیرہ ہوا کرتے ہیں، اسی طرح ٹیلی فون کی خبر میں بھی وسائط ہوا کرتے تھے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت کے فتاوٰی میں عام طور پر ٹیلی فون کا وہی حکم دیا گیا جو تار کا تھا پھر یہ کہ تار ہو کہ ٹیلی فون یا موبائل اگر ان کے ذریعہ موصولہ خبر حد شہرت کو نہ پہونچتی ہو

سے یہ ذکر فرمایا ہے کہ:

"ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعه أن یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذا النغمة تشبه النغمة الا اذا کان فی الداخل وحده ودخل وعلم الشاهد أنه لیس فیه غیره ثم جلس علی المسلک ولیس له مسلک غیره فسمع اقرار الداخل ولا یراه لأنه یحصل به العلم وینبغی للقاضی ان فسر ان لا یقبله". (فتاوٰی رضویہ ۴/ ۵۲۹)

جس سے صاف واضح ہے کہ آڑ سے مسموع ہونے والی آواز مطلقاً غیر معتبر نہیں۔

سوال: فتاوٰی رضویہ کی عبارتوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ اگر ثقات وعدول کی ایک جماعت آکر کہیں کہ فلاں جگہ کے علما نے باقاعدہ شہادت لے کر چاند ہونے کا حکم دیا ہے تو ہرگز معتبر نہ ہوگا۔

جواب: اس کا استفاضہ سے کیا تعلق ہے؟ پھر یہ کہ اگر یہ جماعت بوقت شہادت حاضر عند القاضی تھی اور دوسری جگہ جا کر شہادت دے تو یہ شہادت علی القاضی ہوگی جو کہ معتبر ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت "طرق اثبات ہلال" میں فتح القدیر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"لو شهدوا ان قاضی بلدة کذا شهد عنده اثنان برؤیة الهلال فی لیلة کذا وقضیٰ بشهادتهما جاز لهذا القاضی أن یحکم بشهادتهما" (فتاوٰی رضویہ ۴/۵۵۱)

اور اگر وہ جماعت بوقت شہادت حاضر عند القاضی نہ تھی اور وہ دوسری جگہ جا کر شہادت دے تو یہ شہادت معتبر نہ ہوگی خواہ وہ کتنے ہی عدول وثقات ہوں اس لئے کہ یہ نہ تو استفاضہ ہے نہ ہی شہادت علی القضا، بلکہ یہ رویت غیر کی محض حکایت ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت درمختار کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"شهدوا أنه شهد عند قاضی مصر کذا شاهدان برؤیة الهلال وقضیٰ به ووجد استجماع شرائط الدعوی قضی القاضی بشهادتهما لأن قضاء القاضی حجة وقد شهدوا به، لا لو شهدوا برؤیة غیرهم لأنه حکایة" (فتاوٰی رضویہ ۴/۵۴۵)

وھٰذا ما عندی والعلم عند الله وهو تعالیٰ اعلم